اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے حصہ پاتے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے مخلوق خدا کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت و رحمت کے نہایت ایمان افروز واقعات کا دلنشین تذکرہ۔

احباب جماعت کو اپنے اندر جذبہ رحم کو پیدا کرنے اور بڑھانے کی تاکیدی نصائح

مسیحِ محمدیؐ کے غلاموں کا بھی کام ہے کہ آپ کی تعلیم کو اپنے عملوں پر لاگو کرتے ہوئے مخلوق خدا سے جذبۂ ہمدردی کے تحت اس پیغام کو بھی لوگوں تک پہنچائیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 02 رفروری 2007ء (02 رتبلیغ 1386 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح مورڈن۔لندن)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں، مَیں نے آنحضرت ﷺ کے مخلوق پر رحم کرنے اور اپنے صحابہؓ کو بھی یہ نصیحت فرمانے کہ تمہیں بھی رحمان خدا کی رحمانیت سے حصہ لینے کے لئے ایک دوسرے سے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے رحم کا سلوک کرنا چاہئے، کے حوالے سے بعض روایات پیش کی تھیں۔

آج مَیں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے چند

واقعات بیان کروں گا جن سے آپؑ کے دل میں خداتعالیٰ کی مخلوق کے لئے جو جذبہ رحم تھا اور اس کے لئے آپؑ بسا اوقات اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی جو اظہار فرمایا کرتے تھے، اس کی کچھ حد تک تصویر کشی ہوتی ہے۔ آپؑ کی زندگی اتنی مصروف تھی کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اسلام کے دفاع میں تن تنہا ساری جنگیں لڑ رہے تھے۔ تقریر کے ذریعہ سے، تحریر کے ذریعہ سے، پھر مخالفین کی کارروائیاں بھی آپؑ کے خلاف بے انتہا تھیں، مقدمات وغیرہ بھی تھے۔ یہ سب چیزیں تھیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے اپنوں اور پرایوں کے لئے اس بات پر کمر بستہ تھے کہ اس کی صفت رحمانیت سے حصہ پا کر مَیں سراپا رحمت بنا رہوں،۔ اور اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو مکمل طور پر اپنا سکوں۔ آپ کی سیرت کا یہ پہلو بھی پوری آب و تاب سے چمکا۔ اس لئے کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے اور انعاموں اور فضلوں سے نوازنے والے خدا کا شکرگزار بندہ بھی بننا چاہتے تھے، جس نے آپؑ کو الہاماً فرمایا تھا کہ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ تیرے لئے مَیں نے رحمت اور قدرت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ (تذکرہ صفحہ 72 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے جو رحمت کا پودا آپ کے لئے لگایا گیا آپ اس کی شکر گزاری کا اظہار اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کی نظر ڈال کر نہ کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؑ کو یہ بھی فرمایا تھا کہ یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی ہے۔

(تذکرہ صفحہ 73 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس اس رحمت نے جہاں روحانی بیماروں کے لئے آپؑ کے دل میں درد پیدا کیا ہوا تھا اور جس کے لئے آپ دعا اور تدبیر کے ذریعہ سے ہر وقت کوشاں رہتے تھے وہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی جسمانی اور مادی ضرورتوں کے لئے بھی آپؑ دعا اور تدبیر کے لئے ہمہ وقت اور ہر وقت، ہر لمحہ تیار رہتے تھے۔

اب مَیں وہ واقعات پیش کرتا ہوں کہ کس طرح آپؑ مخلوق کی خدمت کیا کرتے تھے اور آپؑ کے دل میں ان کی روحانی ترقی کے لئے کتنا درد تھا۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک لالہ شرمپت رائے ہوتے تھے۔ قادیان کے رہنے والے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آپؑ کی بعثت کے ایام سے پہلے بھی آیا کرتے تھے۔ آپؑ کے بہت سے نشانات کے وہ گواہ تھے۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئے تو عرفانی صاحبؓ کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے قادیان ہجرت کرکے آجانے کی سعادت حاصل ہوچکی تھی۔ ان کے پیٹ پر ایک پھوڑا نکلا تھا اور

بہت گہرا پھوڑا تھا۔اس دُنبل نے خطرناک شکل اختیار کر لی تھی ۔حضرت اقدسؑ کو اطلاع ہوئی ۔آپؑ خود لالہ شرمپت رائے کے مکان پرتشریف لے گئے جونہایت تنگ اور تاریک سا چھوٹا سا مکان تھا۔اکثر دوست بھی آپؑ کے ساتھ تھے،عرفانی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں بھی ساتھ تھا،جب آپ نے لالہ شرمپت رائے کو جا کے دیکھا تو وہ نہایت گھبرائے ہوئے تھے اوران کو یقین تھا کہ میری موت آنے والی ہے۔بڑی بے قراری سے باتیں کر رہے تھے،جیسے انسان موت کے قریب کرتا ہے۔تو حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بڑی تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں اور ایک ڈاکٹر عبداللہ صاحب ہوا کرتے تھے،فرمایا کہ مَیں ان کو مقرر کرتا ہوں وہ اچھی طرح علاج کریں گے۔چنانچہ دوسرے دن حضرت اقدسؑ ڈاکٹر صاحب کو ساتھ لے گئے اوران کو خصوصیت کے ساتھ لالہ شرمپت رائے کے علاج پر مامور کیا۔اوراس علاج کا بار یا خرچ لالہ صاحب پر نہیں ڈالا۔اور روزانہ بلا ناغہ آپؑ ان کی عیادت کو جاتے تھے اور جب زخم مندمل ہونے لگے اوران کی وہ نازک حالت بہتر حالت میں تبدیل ہوگئی۔تو پھر آپؑ نے وقفہ سے جانا شروع کیا۔اوراُس وقت تک عیادت کا یہ سلسلہ جاری رکھا جب تک وہ بالکل اچھے نہیں ہو گئے ۔(ماخوذ ازسیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ169-170)

پھر عرفانیؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مہر حامد قادیان کے ارائیوں میں پہلا تھا جو حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوااور اب تک اس کا خاندان خداتعالیٰ کے فضل سے مخلص ہے۔(اب بھی ہوں گے۔انشاءاللہ) میر حامد علی صاحب نہایت غریب مزاج تھے اوران کا مکان فصیل قادیان سے باہر اس جگہ واقع تھا جہاں گاؤں کا کوڑا کرکٹ اور رُوڑیاں جمع ہوتی ہیں۔سخت بدبو اور تعفن اس جگہ پہ ہوتا تھا۔اور خود بھی زمینداروں کے گھر ایسے ہی ہوتے ہیں،تو کہتے ہیں کہ مکان کی صفائی کا التزام نہ تھا،مویشیوں کا گوبر اوراس قسم کی دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں،جس کو وہ کھاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔بہرحال اسی جگہ وہ رہتے تھے،وہ بیمار ہوئے اور وہی بیماری ان کی موت کا موجب بنی۔

تو حضرت اقدسؑ متعدد مرتبہ اپنی جماعت مقیم قادیان کو لے کراس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور جب جاتے تھے تو قدرتی طور پر بعض لوگوں کواس تعفن اور بدبو سے سخت تکلیف ہوتی تھی اور حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی تکلیف محسوس کرتے تھے اور بہت کرتے تھے۔عرفانیؓ صاحب لکھتے ہیں اس لئے کہ فطرتی طور پر یہ وجود نظافت اور نفاست پسند واقع ہوا تھا۔مگر اشارۃً یا کنایۃً نہ تو اس کا اظہار کیا اور نہ اس تکلیف نے آپؑ کو ان کی عیادت اور خبرگیری کے لئے تشریف لانے سے کبھی روکا۔آپؑ جب جاتے تو اس سے بہت

محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے۔ اور اس کی مرض اور اس کی تکلیف وغیرہ کے لئے بہت دیر تک دریافت فرماتے اور تسلی دیتے اور ادویات وغیرہ بھی بتاتے، توجہ الی اللہ کی بھی ہدایت فرماتے۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایک معمولی زمیندار تھا اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ آپؑ کے زمینداروں میں ہونے کی وجہ سے وہ گویا رعایا کا ایک فرد تھا۔ لیکن آپؑ نے کبھی تفاخر اور تفوّق کو پسند نہ فرمایا۔ اس کے پاس جاتے تھے تو اپنا ایک عزیز بھائی سمجھ کر جاتے تھے اور اس طرح پر باتیں کرتے تھے اور اس کے علاج کے متعلق دلچسپی لیتے تھے اور صاف طور پر دوسرے دیکھنے والے بھی کہتے تھے کہ کوئی عزیزوں کی خبر گیری بھی اس طرح نہیں کرتا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ172-173)

پھر حضرت یعقوب علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ عیادت کے لئے باوجودیکہ آپؑ تشریف لے جاتے تھے لیکن یہ بھی ایک صحیح واقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے قلب کو مخلوق کی ہمدردی اور غمگساری کے لئے جہاں استقلال سے مضبوط کیا ہوا تھا وہاں محبت اور احساس کے لئے اتنا رقیق تھا (اتنا نرم کیا ہوا تھا) کہ آپؑ اپنے مخلص احباب کی تکالیف کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکتے تھے اور اندیشہ ہوتا تھا کہ اگر آپؑ اس موقعہ تکلیف پر پہنچ جاویں تو طبیعت بگڑ نہ جاوے۔ اس لئے بعض اوقات عیادت کے لئے خود نہ جاتے اور دوسرے ذرائع سے عیادت کر لیتے یعنی ڈاکٹر وغیرہ کے ذریعہ سے حالات دریافت کر لیتے اور مریض کے عزیزوں رشتہ داروں کے ذریعہ سے تسلّی دیتے اور ایسا ہوا کہ اپنی اس رِقّت قلبی کا اظہار بھی بعض اوقات فرمایا۔

(ماخوذ ازسیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 186)

تو دیکھیں باوجود بے انتہا معمور الاوقات ہونے کے کسی کی عیادت یا ہمدردی کیلئے جانے پر اس لئے انکار نہیں فرمارہے کہ وقت نہیں ہے، مصروفیت ہے، بلکہ اس لئے کہ مخلوق کی ہمدردی اور اس کی تکلیف کا خیال کر کے آپؑ کی اپنی طبیعت خراب ہو جایا کرتی تھی اور یہ سراسر رحمت تھی جس سے آپؑ کا دل بھرا ہوا تھا۔

اس کا اظہار ایک خط کے ذریعہ سے بھی ہوتا ہے جو آپؑ نے اپنے ایک مرید کی بیماری کے دوران لکھا۔ اس کے متعلق عرفانی صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم ایوب صادق صاحب ایک نہایت مخلص اور پرجوش احمدی تھے۔ (یعنی مرزا ایوب بیگ صاحب)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کو عاشقانہ ارادت تھی۔ وہ بیمار ہو گئے اور اس بیماری میں آخر وہ مولیٰ کریم کے حضور جا پہنچے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ اپنے بھائی ڈاکٹر

مرزا یعقوب بیگ صاحب کے پاس بمقام فاضلکا تھے اور حضرت اقدس کی محبت کا غلبہ ہوا تو انہوں نے خواہش کی کہ حضرت کو دیکھیں۔ خود ان کا آنا نہایت مشکل تھا کیونکہ سفر کے قابل نہ تھے اور جوش کو دبا بھی نہ سکتے تھے۔ انہوں نے حضرت اقدسؑ کو خط لکھا کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر مل جاویں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا کہ آپ آ کر مجھے یہاں مل جائیں)۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ مَیں حضور کی زیارت کروں۔ پھر اسی مضمون کا ایک تار بھی دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں جو خط لکھا اس سے اس فطرت کا اظہار نمایاں طور پر ہو جاتا ہے جو آپ میں رقت قلبی کی تھی۔ آپؑ مرزا ایوب بیگ صاحب کو خط میں لکھتے ہیں کہ:

مجی،عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب، ومجی عزیز مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت جو مَیں دردِ سر اور موسمی تپ سے یکدفعہ سخت بیمار ہو گیا ہوں، مجھ کو تار ملی جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہونا چاہئے۔ مَیں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا لیکن مَیں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دِل جلد صدمہ قبول کرتا ہے۔ یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے اب مَیں اس سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں، نہ دُور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے مَیں اس درد کو بیان کروں۔ خدا کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے۔ اس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دُور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرست جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھ کو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے (یعنی اتنی پریشانی کی حالت ہوگئی ہے کہ قلم بھی نہیں پکڑی جا رہی) میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بے قرار ہیں۔ (حضرت اماں جانؓ کے بارے میں لکھا) اس وقت مَیں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑے ہوئے ہیں اور مَیں اوپر کے دالان میں ہوں۔ میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجھے اس وقت اٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا اس میں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھ کو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو مَیں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی وہ پہنچی یا نہیں، ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ اور مالش معلوم نہیں ہر روز ہوتی

ہے یا نہیں''۔(تو یہ ساری تسلی دی) آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں اور خدا بہت قادر ہے۔تسلّی دیتے رہیں۔چوزہ کا شوربا.... ہر روز دیا کریں۔معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔

والسلام خاکسار

مرزا غلام احمد

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ187-188)

تو بیماری کی وجہ سے خود جا نہیں سکتے تھے۔بیماری میں انسان ویسے بھی زیادہ رقیق القلب ہو جاتا ہے۔اپنی اس حالت میں کسی کو بیمار دیکھنا اور بیمار بھی وہ جو آپؑ کو بہت عزیز تھا، آپؑ کو برداشت نہ ہو سکتا تھا۔لیکن اس حالت میں بھی اپنے عزیز مریض کے لئے دعا کی انتہا کر دی۔اور فرمایا کہ مجھے روزانہ اس کی صحت کی اطلاع بھی دیا کرو۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ:

'جہاں آپؑ کی عادت میں یہ تھا کہ آپ سائل کو کبھی ردّ نہ کرتے تھے۔یہ امر بھی آپؑ کے معمولات میں تھا کہ بعض لوگوں کی ضرورتوں کا احساس کر کے قبل اس کے کہ وہ کوئی سوال کریں، ان کی مدد کیا کرتے تھے۔چنانچہ 28/اکتوبر 1904ء کی صبح کو قبل نماز فجر آپؑ نے کچھ روپیہ جس کی تعداد 8 یا 10 ہو گی ایک مخلص مہاجر کو یہ کہہ کر دیئے کہ ''موسم سرما ہے آپ کو کپڑوں کی ضرورت ہو گی''۔اس مہاجر کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا۔خود حضور علیہ السلام نے اس کی ضرورت محسوس کر کے یہ رقم عطا کی۔لکھتے ہیں کہ یہ ایک واقعہ نہیں متعدد مرتبہ ایسا ہوتا اور مخفی طور پر آپ عموماً حاجتمند لوگوں سے سلوک کرتے رہتے۔اور اس میں کسی دوست، دشمن، ہندو یا مسلمان کا امتیاز نہ تھا''۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ298-299)

تو یہ ہے اس رحمٰن خدا کی صفت جو اِس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق نے اس رحمۃ للعالمین کی اتباع میں اپنے پر جاری فرمائی اور نمونے دکھائے کہ بن مانگے بھی دیتے ہیں۔

پھر اسی طرح ایک اور واقعہ ہے۔عرفانی صاحب ہی لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت میں یہ امر بھی داخل تھا کہ بعض اوقات وہ کسی کی حاجت یا ضرورت کا احساس کر کے اس کے سوال یا اظہار کے منتظر نہ رہتے تھے بلکہ خود بخود ہی پیش کر دیا کرتے تھے۔لکھتے ہیں کہ مکرمی شیخ فتح محمد صاحب پنشنر انسپکٹر ریاست

کشمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرصہ دراز سے آنے والے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں جب کبھی حضرت کی خدمت میں آتا تو ہمیشہ میرا کرایہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوتے تھے۔ مگر مجھے چونکہ ضرورت نہ ہوتی تھی مَیں نے کبھی نہیں لیا۔ ملنے آتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرایہ دیا کرتے تھے لیکن کہتے ہیں کہ مَیں لیتا تو نہیں تھا۔ لیکن حضرت کی روح سخاوت اس قدر عظیم الشان تھی کہ آپ بغیر استفسار ہمیشہ پیش کر دیتے اور یہ میرے ساتھ معاملہ نہ تھا بلکہ اکثروں کو دیتے رہتے تھے۔ شام اور عرب سے بھی بعض لوگ آتے اور آپؑ ان کو بعض اوقات بیش قرار رقوم زادراہ کے طور پر دیتے۔ کیونکہ حضورؑ جانتے تھے کہ وہ دور دراز سے آئے ہیں۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 319) صرف قریب سے آنے والوں کے لئے نہیں۔

پھر عرفانیؓ صاحب لکھتے ہیں۔ آپؑ کی عام عادت تھی کہ جو کچھ کسی کو دیتے تھے وہ کسی نمائش کے لئے نہ ہوتا تھا بلکہ محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور شفقت علی خلق اللہ کے نکتہ خیال سے اور اس لئے آپ عام طور پر نہایت مخفی طریقوں سے عطا فرماتے تھے اور کبھی دوسروں کو تحریک کرنے کے لئے اور عملی سبق دینے کے واسطے اعلانیہ بھی کرتے تھے، خدا تعالیٰ کا حکم دونوں طرح ہے۔ تو مخفی طور پر عطا کرنے میں آپؑ کا ایک طریق یہ بھی تھا کہ بعض اوقات ایسے طور پر دیتے تھے کہ خود لینے والے کو بھی بمشکل علم ہوتا تھا۔

کہتے ہیں اس واقعہ کے سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ منشی محمد نصیب صاحب ایک یتیم کی حیثیت سے قادیان آئے تھے۔ حضرت اقدسؑ کے رحم وکرم سے انہوں نے قادیان میں رہ کر تعلیم پائی۔ ان کے اخراجات اور ضروریات کا سارا بار سلسلہ پر تھا۔ جب وہ جوان ہوگئے اور انہوں نے شادی کر لی۔ وہ لاہور کے ایک اخبار کے دفتر میں محرر ہوئے۔ پھر دفتر بدر قادیان میں آ کر 12 روپے ماہوار پر ملازم ہوئے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو جب اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا بیٹا نصیر احمد عطا فرمایا (جو کچھ عرصے بعد فوت ہوگئے تھے) تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرحوم نصیر احمد کے لئے ایک انّا کی ضرورت پیش آئی (ایسی عورت جو دائی کے طور پر رکھی جاتی تھی) تو کہتے ہیں کہ مَیں نے شیخ محمد نصیب صاحب کو تحریک کی کہ ایسے موقع پر تم اپنی بیوی کی خدمات پیش کر دو۔ ہم خرما و ہم ثواب کا موقع ہے۔ (یعنی کھانا پینا اکٹھا ہو جائے گا اور ایک ہی گھر میں رہو گے۔) میرے مشورے کو شیخ صاحب نے قدر و عزت کی نظر سے دیکھا۔ اور ان کو یہ موقع مل گیا اور ان کی بیوی صاحبزادہ نصیر احمد صاحب کو دُودھ پلانے پر مامور ہوگئیں۔ تو اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باتوں باتوں

میں ہی دریافت فرمایا کہ شیخ محمد نصیب کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟ جب آپؑ کو معلوم ہوا کہ صرف 12 روپے ملتے ہیں تو آپؑ نے محسوس فرمایا کہ اس قدر قلیل تنخواہ میں شاید گزارانہ ہوتا ہو۔ حالانکہ اس زمانے میں وہ بہت تھی۔ لکھتے ہیں کہ ارزانی کے ایام تھے بڑا سستا زمانہ تھا۔ لیکن حضرت اقدسؑ کو یہ احساس ہوا اور آپؑ نے ایک روز گزرتے گزرتے ان کے کمرے میں 20-25 روپے کی ایک پوٹلی پھینک دی۔ شیخ صاحب کو خیال گزرا کہ معلوم نہیں یہ روپیہ کہاں سے آیا ہے، کیسا ہے؟ آخرانہوں نے بڑی کوشش کی، تحقیق کی تو پتہ لگا کہ حضرت اقدسؑ نے ان کی تنگی کا احساس کر کے اس طرح وہاں رکھ دیا تھا تا کہ تکلیف نہ ہو اور آرام سے گزارا کر لیں۔ تو عرفانی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کو تو ضرورت نہیں تھی، اس روپیہ سے شاید بیوی نے زیور بنالیا۔ کیونکہ کھانے پینے کی جو ضروریات تھیں وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستر خوان سے ہی دودھ پلانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی تھیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ304-306)

پھر عرفانی صاحب لکھتے ہیں۔ قادیان میں نہال سنگھ نامی ایک بانگرو جٹ رہتا تھا۔ اپنے ایام جوانی میں وہ کسی فوج میں ملازم تھا اور پنشن پاتا تھا۔ اس کا گھر جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے دیوان خانے سے دیوار بہ دیوار تھا، ساتھ جڑا ہوا تھا۔ یہ سلسلے کا بہت بڑا دشمن تھا اور جماعت کا دشمن بھی تھا اور اس کی تحریک سے حضرت حکیم الامّت اور بعض دوسرے احمدیوں پر بہت خطرناک جھوٹا مقدمہ دائر ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور بعض دوسرے لوگوں پر بھی اس نے جھوٹا مقدمہ درج کرایا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر احمدیوں کو تنگ کیا کرتا تھا۔ اور گالیاں دیتے رہنا تو اس کا معمول تھا۔ عین ان ایّام میں جبکہ مقدمات دائر تھے اس کے بھتیجے سنتا سنگھ کی بیوی کے لئے مُشک کی ضرورت پڑی۔ وہ بیمار ہوگئی اور کسی دوسری جگہ سے یہ ملتی نہیں تھی بلکہ یہ بہت قیمتی چیز تھی۔ مشک ویسے ہی بہت قیمتی ہوتی ہے اور مل بھی نہیں رہی تھی۔ اور وہ اس حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر گیا اور مشک کا سوال کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے پکارنے پر فوراً ہی تشریف لے آئے اور اسے ذرا بھی انتظار میں نہ رکھا۔ اس کا سوال سنتے ہی فوراً اندر تشریف لے گئے اور کہہ گئے ٹھہرو ابھی لاتا ہوں۔ چنانچہ آپؑ نے کوئی نصف تولہ کے قریب جتنی دوائی کے لئے ضرورت تھی مشک لا کر اس کے حوالے کر دی۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ306)

تو یہاں دیکھیں قطع نظر اس کے کہ جس کو ضرورت ہے وہ کون ہے۔ دشمنی کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ یہ اس کا اپنا

فعل ہے۔ایک مریضہ کی جان بچانے کے لئے ایک دوائی کی ضرورت ہے تو فوراً جذبہ رحم کے تحت دوائی لا کر اس کو دے دی۔ یہاں بدلے لینے کا یا مقدمے ختم کرانے کا سوال نہیں اٹھایا۔

پھر حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ حافظ نور احمد صاحب سوداگرؓ پشمینہ لودھیانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص خدام میں سے ہیں۔ان کو اپنے تجارتی کاروبار میں ایک بار سخت خسارہ ہوگیا اور کاروبار تقریباً بند ہی ہوگیا۔انہوں نے چاہا کہ وہ کسی طرح کسی دوسری جگہ چلے جاویں اور کوئی اور کاروبار کریں تاکہ اپنی مالی حالت کی اصلاح کے قابل ہوسکیں۔ وہ اس وقت کے گئے ہوئے گویا اب واپس آ سکے ہیں۔جس زمانے میں گئے تھے جب یہ لکھ رہے ہیں کہتے ہیں اب آئے ہیں بڑے سالوں بعد۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں برابر خط وکتابت رکھتے تھے اور سلسلے کی مالی خدمت اپنی طاقت اور توفیق سے بڑھ کر کرتے رہے۔ جب عرفانی صاحبؓ نے یہ لکھا ان دنوں قادیان میں مقیم تھے۔ وہ کہتے ہیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دادودرش اور جودوسخا کے متعلق میں تو ایک ہی بات کہتا ہوں کہ آپؑ تھوڑا دینا جانتے ہی نہ تھے۔اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مَیں نے جب اس سفر کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ روپیہ مانگا۔حضور ایک صندوقچی جس میں روپیہ رکھا کرتے تھے اٹھا کر لے آئے اور میرے سامنے صندوقچی رکھ دی کہ جتنا چاہو لے لو اور حضور کو اس بات سے بہت خوشی تھی۔مَیں نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا۔جتنی ضرورت تھی اس صندوق میں سے نکال کے اتنا لے لیا گو کہ حضور یہی فرماتے رہے کہ سارا ہی لے لو۔

حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب لکھتے ہیں کہ بعض وقت دوائیاں لینے کے لئے گنوار عورتیں زور زور سے دروازے پر دستک دیتی تھیں۔اور سادہ اور گنواری زبان میں کہتی تھیں کہ مِرْجا جی ذرا بُوا کھولو۔حضور اس طرح اٹھتے جس طرح مطاعِ ذیشان کا حکم آیا ہے،یعنی بڑا کوئی حاکم باہر کھڑا ہے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔فوراً اٹھ کر دروازہ کھولتے اور بڑی کشادہ پیشانی سے بڑی خوشدلی سے باتیں کرتے اور دوائی بتاتے۔تو مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہوتے ہیں۔ ویسے ابھی تک یہ حال ہے۔ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے۔گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔آئی دوائی لینے اور ساتھ قصے شروع کر دیئے اور آپؑ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔زبان سے یا اشارے سے اس کو کہتے نہیں کہ بس

جاؤ، دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے، ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی۔

ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں اپنے بچوں کو دکھانے لے کر آئیں، اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں اور آپؑ کو دینی ضرورت کے لئے بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ مَیں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے یورپین اپنی دنیاوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں۔ کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا کہ حضور یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں کوئی ہسپتال نہیں، میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ اب تین گھنٹے ان عورتوں کے لئے ضائع ہو گئے اور اس وقت ایک کتاب لکھ رہے تھے اور بڑی جلدی لکھنی تھی۔ اس کے باوجود اس کام کو چھوڑ دیا اور ان کی خدمت میں لگے رہے۔ فرماتے ہیں یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔ مَیں نے بچوں کا ذکر کیا ہے۔ عام خدمتگار عورتوں کی نسبت بھی آپؑ کا یہی رویہ ہے۔ کئی کئی دفعہ ایک آتی ہے اور مطلوبہ چیز مانگتی ہے اور پھر پھر اس چیز کو مانگتی ہے۔ ایک دفعہ بھی آپ نہیں فرماتے کہ کمبخت کیوں دِق کرتی ہے جو کچھ لینا ہے ایک ہی دفعہ کیوں نہیں لے لیتی۔ بارہا مَیں نے دیکھا کہ اپنے اور دوسرے بچے آپ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ کو مضطر کر کے پائنتی پر بٹھا دیا ہے اور آپ بچپنے کی بولی میں مینڈک کوّے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے جا رہے ہیں اور حضرت ہیں کہ بڑے مزے سے سنے جا رہے ہیں۔ گویا بچے کہانیاں اپنی اپنی زبان میں سنا رہے ہیں اور حضرت سن رہے ہیں۔ گویا کہ مثنوی مُلّائے روم کوئی سنا رہا ہے۔ حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں، شوخی کریں، سوال میں تنگ کریں، بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں آپؑ نہ تو کبھی مارتے ہیں، نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ صفحہ 34-35)

ء مَیں پہلے بھی ایک دفعہ کہہ چکا ہوں۔ دوائیوں کا جہاں ذکر آیا تھا کہ ہمارے ڈاکٹروں کو یہ اسوہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ان کا تو کام ہی مریضوں کو دیکھنا ہے، اور تو کوئی کام ہی نہیں ہے کہ وہ کام چھوڑ کر یہ کام کر رہے ہوں۔ ان کو ہمیشہ مریضوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ایک ڈاکٹر کے لئے بہت ضروری ہے اور خاص طور پر واقفین زندگی ڈاکٹروں کے لئے کیونکہ آدھی بیماری مریض کی، مریض سے آرام سے بات کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔ تو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ آپ کی ہمدردی اور رحمت کے جذبے سے فائدہ بھی بہت اٹھاتے تھے۔ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک منشی غلام محمد امرتسری اچھے کاتب تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء میں منشی امام الدین صاحب امرتسری سے کام لیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کی پہلی تین جلدیں، شحنۂ حق اور سرمہ چشم آریہ وغیرہ اسی کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور آئینہ کمالات اسلام کا ایک بڑا حصہ بھی اسی نے لکھا ہے۔ مگر پھر آپ منشی غلام محمد صاحب سے کام لینے لگے۔ کہتے ہیں منشی غلام محمد صاحب بھی عجیب نخرے کیا کرتے تھے۔ مختلف طریقوں سے اپنی مقررہ تنخواہ سے زیادہ وصول کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان باتوں کو سمجھتے تھے مگر ہنس کر خاموش رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے تشریف لائے اور حضرت مسیح موعودؑ نماز کے بعد بیٹھ گئے۔ آپؑ کا معمول یہی تھا کہ عام طور پر فرض پڑھ کر تشریف لے جاتے تھے مگر کبھی بیٹھ بھی جایا کرتے تھے۔ آپ نے ہنس اور خوب ہنس کر فرمایا کہ آج عجیب واقعہ ہوا ہے۔ مَیں لکھ رہا تھا تو منشی غلام محمد صاحب کا بیٹا روتا اور چلّاتا ہوا بھاگا آیا اور پیچھے پیچھے منشی صاحب بھی جوتا ہاتھ میں لئے شور مچاتے ہوئے آئے کہ باہر نکلو مَیں تمہیں مار ڈالوں گا اور جان سے مار دوں گا اور یہ کر دوں گا۔ حضرت اقدسؑ یہ شور سن کر باہر نکلے، منشی صاحب سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ منشی صاحب یہی کہتے جاتے تھے کہ نہیں آج مَیں نے اس کو مار دینا ہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔ بتاؤ تو سہی بات کیا ہوئی ہے۔ تو اس نے کہا۔ مَیں نے اس کو نیا جوتا لے کے دیا تھا وہ اس نے گم کر دیا ہے۔ تو حضورؑ نے ہنس کے فرمایا منشی صاحب اس پہ اتنا شور مچانے کی کیا ضرورت ہے۔ جوتا مَیں خرید دوں گا۔

اصل میں تو پتہ نہیں نیا جوتا لیا تھا کہ نہیں لیکن بچے کو نیا جوتا دلوانا تھا اس لئے اتنا شور مچایا تھا۔

لکھتے ہیں کہ ان کا بھی عجیب حال تھا تنخواہ کے علاوہ بھی خوراک وغیرہ کا خرچ بھی آپ دیتے، کھانا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر سے ہی کھاتے۔ پھر کپڑے اور سردی کے موسم میں بستر اور گرم کوٹ

وغیرہ سب کچھ لیتے تھے۔اس کے باوجود باتوں باتوں میں اس طرح کی باتیں کر کے زائد بھی لے لیا کرتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔اور نہ اس کو علیحدہ کیا بلکہ ناز برداریاں ان کی برداشت کرتے رہے اور کام دیتے رہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ353-354)

حضرت مرزا بشیرؓ احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب فقیر محمد صاحب بڑھئی تھے، انہوں نے بذریعہ تحریر مجھے بیان دیا کہ ہمارا زمینداری کا کام تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زمینوں پہ مزارع تھے۔ایک دفعہ بارش بہت کم ہوئی، فصل خراب ہوگئی۔دانے کھانے کے واسطے بھی بہت کم تھے۔ادھر حضرت صاحب کے مختار حامد علی صاحب معاملہ لینے کے لئے آ گئے۔سب آدمیوں نے مل کر عرض کی کہ دانے بہت کم ہیں معاملے کے واسطے اگر بیج دیئے جائیں تو ہمارا کیا حال ہوگا۔حامد علی صاحب نے حضرت صاحب کی خدمت میں جا کر اسی طرح کہہ دیا۔آپؑ نے فرمایا اچھا اگلے سال معاملہ لے لینا۔اس وقت رحم کرو۔چنانچہ اگلے سال اس قدر فصل ہوئی کہ دونوں معاملے ادا ہو گئے۔آپ غرباء پر بہت رحم فرمایا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد چہارم غیر مطبوعہ روایت نمبر 1311)

پس احمدی زمینداروں کو یہ یاد رکھنا چاہئے جس طرح کہ مَیں نے وقف جدید کے نئے سال کا جب اعلان کیا تو سندھ کے زمینداروں کو خاص طور پر خطبے میں کہا تھا کہ تھر کے جو غریب لوگ آتے ہیں ان کے لئے جذبہ رحم دل میں پیدا کریں۔ایک تو ان کو مزدوری پوری دیا کریں اور جس حد تک بہتر سلوک ان سے ہوسکتا ہے کرنا چاہئے۔یہ بھی اس علاقے میں تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

پھر صرف انسان ہی نہیں باقی مخلوق کے لئے بھی جذبہ رحم تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی سب صفات کو اختیار کرنے کا سب سے بہترین نمونہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم ہوا وہ آپؑ میں تھا۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میاں یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ192)

توجہاں آپؑ نے اس چڑیا پر رحم فرمایا وہاں بچوں کو بھی نصیحت فرمادی کہ اگر اپنے ایمانوں کو قائم رکھنا ہے تو دل میں جذبہ رحم بھی پیدا کرو۔

پھر حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کشمیر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ان کو خط میں لکھا کہ ایک دفعہ بہت موٹا کتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں گھس آیا۔ اور ہم بچوں نے اسے دروازہ بند کر کے مارنا چاہا۔ لیکن جب کتّے نے شور مچایا تو حضرت صاحب کو بھی پتہ لگ گیا اور آپؑ ہم پر ناراض ہوئے چنانچہ ہم نے دروازہ کھول کر کتے کو چھوڑ دیا۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ28-29روایت نمبر 341)

کسی جانور پر بھی ظلم برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ ایک عجیب واقعہ ہے دیکھیں ایک غریب کے لئے جذبہ رحم اور ہمدردی کے تحت اللہ تعالیٰ کے حضور بخشش اور رحم کے لئے دعا کرنا۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان کرتے ہیں کہ 18-20 برس کا ایک شخص نوجوان تھا۔ وہ بیمار ہوا اور اس کو آپ کے حضور کسی گاؤں سے اس کے رشتہ دار لے آئے اور وہ قادیان میں آپ کی خدمت میں آیا چندروز بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ صرف اس کی ضعیفہ والدہ ساتھ تھیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے حسب عادت شریفہ اس مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض کو بباعث لمبی لمبی دعاؤں کے نماز میں دیر لگنے کے چکر بھی آ گیا اور بعض گھبرا اٹھے۔ اتنی لمبی نماز جنازہ اس کی پڑھائی کہ جو پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ان کو چکر آنے لگ گئے۔ بعد سلام کے فرمایا (سلام جب پھر گیا جنازہ جب ختم ہوا) کہ وہ شخص جس کے جنازہ کی ہم نے اس وقت نماز پڑھی اس کے لئے ہم نے اتنی دعائیں کی ہیں اور ہم نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک اس کو بہشت میں داخل کرا کے چلتا پھرتا نہ دیکھ لیا۔ تو یہ شخص بخشا گیا اور اس کو دفن کر دیا۔ رات کو اس لڑکے کی والدہ جو بہت بوڑھی تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے۔ اور اس نے کہا کہ حضرت کی دعا سے اللہ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جنت میرا ٹھکانہ کیا۔

(تذکرۃ المہدی از پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ حصہ اوّل صفحہ80)

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے اور حق کو پہچاننے اور ان کو عذاب سے بچانے کے لئے آپ کا جذبہ ہمدردی اور رحم بھی سب کچھ بڑھا ہوا تھا۔ اس بارے میں یہاں ایک مثال سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مخدوم الملت مولانا

مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ بیت الدعا کے اوپر میرا حجرہ تھا۔ اور مَیں اس کو بطرز بیت الدعا استعمال کیا کرتا تھا۔ اس میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت دعا میں گریہ وزاری کو سنتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی حجرہ تھا۔ کہتے ہیں کہ جب حضور وہاں دعا کیا کرتے تھے نماز پڑھا کرتے تھے تو مَیں حضور کی گریہ وزاری کو سنتا تھا۔ آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردزہ سے بے قرار ہو۔ وہ فرماتے تھے کہ مَیں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے بچنے کے لئے دعا کرتے تھے۔ (ان دنوں میں طاعون کے دن تھے) کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

یہ خلاصہ اور مضمون حضرت مخدوم الملّت کی روایت کا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب اور انکار ہی کے باعث آیا۔ مگر آپ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کے لئے اس قدر حریص تھے کہ اس عذاب کے اٹھائے جانے کے لئے باوجودیکہ دشمنوں اور مخالفوں کی ایک جماعت موجود تھی رات کی سنسان اور تاریک گہرائیوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے ایسے وقت جبکہ مخلوق اپنے آرام میں سوتی تھی یہ جاگتے تھے اور روتے تھے، القصہ آپ کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ اپنے رنگ میں بے نظیر تھی۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ428-429)

تو یہ ہے ہمدردی مخلوق اور اس کے لئے رحم کی حالت طاری کرنا۔ اللہ تعالیٰ نشان دکھا رہا ہے تا کہ آپ کی سچائی کو ثابت کرے اور آپؑ فرما رہے ہیں کہ ان کو عذاب سے بچالے اور سچائی کی پہچان ان کے دلوں میں ڈال دے۔ تو یہ ہے اپنے آقا کے نمونے پر عمل، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے زخمی کیا، تو جب پہاڑ کے فرشتوں نے کہا کہ ہم پہاڑ گرا دیں تو آپ نے فرمایا نہیں، انہی میں سے عبادت گزار لوگ پیدا ہوں گے۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا بھی کی۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی روحانی حالت سدھارنے کے لئے کس قدر رحم اور ہمدردی کا جذبہ آپ میں تھا، اس کا اظہار آپ کے اس اقتباس سے بھی ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ’’اللہ جلّشانہٗ خوب جانتا ہے کہ مَیں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں۔ نہ مفتری ہوں، نہ دجّال، نہ کذّاب۔ اس زمانہ میں کذّاب اور دجّال اور مفتری پہلے اِس سے کچھ تھوڑے نہیں تھے تا خدا تعالیٰ

صدی کے سر پر بھی بجائے ایک مجدّد کے جو اس کی طرف سے مبعوث ہو ایک دجّال کو قائم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈال دیتا۔ مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں مَیں ان کا کیا علاج کروں۔ مَیں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے'' ایسا تیمار دار، مریض کی تیمار داری کرنے والا جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے'' اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گیں ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا، اے ہادی اور رہنما! اِن لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچّائی اور راستی کا الہام بخش اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی۔ کیونکہ مَیں اُس کی طرف سے ہوں اور اُس کی طرف بلاتا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ اگر مَیں اُس کی طرف سے نہیں ہوں اور ایک مفتری ہوں تو وہ بڑے عذاب سے مجھ کو ہلاک کرے گا کیونکہ وہ مفتری کو کبھی وہ عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دی جاتی ہے''۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 324۔ مطبوعہ لندن)

اپنے شعر میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو راہ راست پر لانے اور عذاب سے بچانے کے لئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''اکثر دلوں پر حُبّ دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔ خدا اس گرد کو اٹھاوے، خدا اس ظلمت کو دور کرے، دنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ خداوند کریم سے یہی تمنا ہے کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے اور جیسے انہوں نے اپنے گزشتہ زمانے میں طرح طرح کے زخم اٹھائے ہیں ویسا ہی ان کو مرہم عطا فرماوے اور ان کو ذلیل و رسوا کرے جنہوں نے نور کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے۔ اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور نیز ان لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے (شرمندہ کرے) جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی غنیمت نہیں سمجھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا) اور اس کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں جو نور محمدیؐ اس زمانے کے اندھوں پر ظاہر ہو اور الٰہی طاقتیں عجائبات دکھلاویں''۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 4-5 مکتوب نمبر 4 بنام میر عباس علی صاحب محررہ 9/ فروری 1883ء)

عام مخلوق کے لئے آپؑ کا جذبہ ہمدردی انتہائی بڑھا ہوا تھا لیکن جو لوگ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے

ہوں، جو لوگ روشنی دیکھ کر اسے تاریکی کہیں، جو علم رکھتے ہوئے جاہلوں کی طرح ضد کریں اور عوام الناس کو بھی اندھیروں میں لے جا رہے ہوں، ان کے لئے تو دعا نہیں نکلتی۔ اعلیٰ کے لئے ادنیٰ کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ تو یہ بھی جذبہ رحم اور ہمدردی کی وجہ سے تھا کہ جو آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ بے شک آپ نے یہ بددعا تو کی لیکن یہ حد سے بڑھے ہوؤں کے لئے بددعا تھی۔ اور یہ دعا مخلوق کی اکثریت سے ہمدردی کے جذبے کی وجہ سے تھی، ان پر رحم کھاتے ہوئے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً آپؐ کی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دیا ہے۔ سعید روحیں روز ہم دیکھتے ہیں سلسلے میں داخل ہوتی ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اور نور محمدیؐ ﷺ دنیا میں پھیل رہا ہے۔ آج ہم مسیح محمدیؑ کے غلاموں کا بھی کام ہے کہ آپ کی دعاؤں کو اپنی دعاؤں میں شامل کریں اور آپؐ کی دعاؤں سے بھی حصہ لیں۔ آپؐ کی تعلیم کو اپنے عملوں پر لاگو کرتے ہوئے مخلوق خدا سے جذبہ ہمدردی کے تحت اس پیغام کو بھی لوگوں تک پہنچائیں اور اپنی دعاؤں کو اپنی استعدادوں کے مطابق زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ جس نور محمدؐ کو پھیلانے کے لئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے، اس میں ہم بھی نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ کا نعرہ لگاتے ہوئے شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔